تاثرات

۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو سارے پاکستان میں بڑی دھوم دھام سے یوم انقلاب منایا گیا۔ پچھلے دس گیارہ سال میں ہمارے اکثر سیاسی راہنماؤں نے ملک کو جن سیاسی، معاشی، اخلاقی اور معاشرتی خرابیوں میں مبتلا کر دیا ان کا ذکر کوئی خوشگوار چیز نہیں۔ اس کا فطری نتیجہ یہ نکلا کہ گذشتہ سال اکتوبر میں ایک پُرامن فوجی انقلاب آیا جس نے رفتہ رفتہ ان ناگوار خس و خاشاک کے ڈھیروں کو صاف کرنا شروع کیا اور اس پر جتنی مسرت کا اظہار کیا جائے وہ کم ہے۔ ہر جہتی تعمیر و ترقی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے اور اس وقت ہمارے دل کی گہرائیوں سے ایک بڑا اہم سوال ابھر کر سامنے آتا ہے۔ وہ سوال یہ ہے کہ آیا ہم تمام اہل پاکستان کے دلوں میں وہ اعلیٰ مقاصد زندہ ہیں جن کی خاطر پاکستان وجود میں آیا تھا؟ کیا ہمارے قلوب میں وہ نور پیدا ہوا ہے جو ہر قسم کے ادنیٰ تعصبات کی تاریکیوں کو دور کر دے؟ کیا ہم میں وہ ثقافتی ہم آہنگی موجود ہے جو اپنی اعلیٰ اقدار کے ساتھ ہماری مملکت کو درجۂ امتیاز بخشتی ہے؟ کیا ہمارے سر دل پر اعلیٰ قومی کردار کا وہ "کوہ نور" تاباں ہوا ہے جو ہماری پاکستانی قومیت کا طرۂ امتیاز ثابت ہو؟ یہ سوال بڑا اہم ہے اور ہنوز تشنۂ جواب بھی ہے۔ جس طرح متحدہ ہندوستان ہمیشہ سے مختلف ثقافتوں کا مرکز رہا اسی طرح اگر آج پاکستان بھی رہے تو ہم کس طرح یہ بتا سکتے ہیں کہ پاکستانی ثقافت کیا ہے؟ قومی ثقافت کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ مختلف زبانوں کے ساتھ ساتھ ہماری ایک ایسی مشترک قومی زبان بھی ہو جو ملک کے تمام حصوں میں بولی اور سمجھی جائے۔ ہمارے لباس میں ہم آہنگی ہو اور طرز بود و ماند میں بھی حتی الامکان یکسانی ہو۔ موسمی تقاضوں اور مقامی حالات و روایات سے جو فطری ثقافتی اختلافات ہوتے ہیں وہ تو بہرحال اپنی جگہ باقی رہیں گے لیکن ان تمام رنگا رنگیوں کے باوجود کوئی ایسا مرکز اتصال بھی تو ہونا چاہیئے جہاں تمام پاکستانیوں میں یکسانی و ہم آہنگی موجود ہو اور کسی شخص کو دیکھ کر پہلی نظر میں یہ کہا جا سکے کہ یہ پاکستانی قومیت رکھنے والا انسان ہے۔ اس وقت تو آپ جس شہر کو دیکھیں وہ "مینارۂ بابل" کا منظر پیش کرے گا۔ فوجی انقلاب نے جہاں بے شمار سیاسی اختلافات کو مٹا دیا ہے وہاں اس کی بھی ضرورت ہے کہ ثقافتی تباعُد کو دور کر کے ایسی ہم آہنگی پیدا کی جائے کہ کسی فرد کے بارے میں یہ شبہ نہ ہو کہ یہ پاکستانی ہے یا غیر پاکستانی۔ یہ سب کچھ اس وقت ہو گا جب پاکستانی قومیت کا احساس تمام دوسرے چھوٹے احساسات پر چھا جائے اور دل کی گہرائیوں میں قومی احساس کی شمع روشن ہو۔ یہ کام دشوار بھی ہے اور